حیاتِ عُرفی شیرازی کا ایک تنقیدی مطالعہ

از جناب ڈاکٹر محمد ولی الحق صاحب انصاری بی اے آنرز

ایم اے ایل ایل بی پی ایچ ڈی، لکچرار لکھنؤ یونیورسٹی

(۴)

عرفی کے ہندوستان آنے کے متعلق یہ بیانات اگرچہ لبظاہر ٹھیک معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر بہ نظرِ غور دیکھا جائے تو دونوں غلط ہیں، جہاں تک عبد النبی کے بیان کا تعلق ہے یہ صحیح ہے کہ عرفی کے چیچک نکلی تھی جس کی طرف محمود طرحی نے اپنی حسب ذیل رباعی میں اشارہ کیا ہے۔[۱]

دے زین بلو جامہ زماتم بدرید ÷ کایام بروئے عرفی ملحد رید

از آبلہ فرنگ اے ہم نفساں ÷ دیگر نتوان جمال سیدی را دید

لیکن اگر عبد النبی کے قول کے مطابق وہ عرفی کی بیس سال کی عمر میں نکلی تھی تب چیچک سے پیدا ہونے والی اس کے ترکِ وطن کا باعث نہیں ہوسکتی، یہ بات طے شدہ ہے کہ عرفی تقریباً تیس سال کی عمر میں ہند آیا اگر بیس سال کی عمر میں چیچک نکلی اور اس کے بعد وہ تقریباً دس سال تک مع اپنی تمام بدصورتی کے شیراز ہی میں رہا تو یہ بات بعید از قیاس ہے کہ دس سال تک تو وہ ہر قسم کی تضحیک برداشت کرتا رہا لیکن دس سال کے بعد وہ اس سے اتنا برداشتہ خاطر ہوا کہ اس نے اپنے وطن کو ترک کردیا۔ اگر چیچک سے پیدا شدہ بدصورتی اس کے لیے اتنی ہی ناقابلِ برداشت تھی کہ اس نے وطن تک چھوڑنا گوارا کیا تو اس خراب حالت

---

[۱] میخانہ، مرتبہ احمد گلچین معانی (طہران ایڈیشن سنہ [illegible] شمسی) ص ۹۵۶

© rasailojaraid.com

اس کے لئے تقریباً دس سال تک ایران میں قیام کیے رہنا ناممکن تھا اور چیچک سے ٹھیک ہونے کے فوراً بعد ہی اسے ہندوستان یا کسی دوسری جگہ چلا جانا چاہیئے تھا جو اس نے نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ عرفی کی نظر میں حسن صورت حسن سیرت کے مقابلہ میں کچھ اہمیت نہیں رکھتا جیسا کہ وہ حسب ذیل قطعہ میں کہتا ہے ؎

بدون معنی اگر حسن یوسفی داری ؛ ز صحبتِ تو زلیخا بود دل افسردہ
یقیں شناس کہ صورت تن ست و معنی جان ؛ اگر بہ حس گروز آفتاب و مہ بردہ
برو بہ صورت تنہا مکن بہ مردم ناز ؛ کہ دل ز کس نہ برد حسن شاہد مردہ

اور ایسے خیالات رکھنے والے کے لئے حسن صورت کا خراب ہو جانا چنداں اہمیت کی بات نہیں ہے تیسرے یہ کہ عرفی ان لوگوں میں نہ تھا جو اہلِ دنیا کے طعنوں سے پریشان ہو جاتے ہیں بلکہ وہ ان میں تھا جو خود اہلِ زمانہ کو بدل دیا کرتے ہیں۔ ایسا شخص جو کہ یہ کہتا ہو کہ ؎

نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی ؛ حدی را تیز تر می خواں جو محمل را گراں بینی

کبھی اہلِ زمانہ کے طعنوں سے پریشان نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک عبدالباقی کے بیان کا تعلق ہے اور جس کی تصدیق علی ابراہیم خلیل بھی کرتے ہیں یہ صحیح ہے کہ خان خاناں کے دربار میں پہونچنے سے قبل ہی عرفی کو خان خاناں کی طرف سے انعام واکرام ملتے رہے تھے لیکن یہ کہنا کہ صرف خان خاناں کی داد و دہش کی شہرت اسے ہندوستان لائی قطعاً غلط ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ایران سے روانہ ہونے کے بعد عرفی سیدھا خان خاناں کے پاس آتا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اور شمالی ہند آنے کے بجائے عرفی پہلے دکن آیا اور بیجاپور و احمد نگر میں تقریباً چھ مہینے قیام کرنے کے بعد جب وہ شمالی ہندوستان آیا اس وقت بھی خان خاناں کے بجائے وہ سیدھا فیضی کے پاس پہونچا اور کافی عرصہ تک اس کے ساتھ بہ حیثیت ایک دوست کے رہتا رہا۔ فیضی سے تعلقات کشیدہ ہونے کے بعد بھی وہ خان خاناں کے پاس نہ گیا بلکہ ابوالفتح شیرازی کے دربار سے خود کو منسلک کیا[1]

---

[1] حکیم ابوالفتح گیلانی پسر مولانا عبدالرزاق گیلانی حکمتِ نظری میں جواب نہ رکھتا تھا۔ احمد خاں کے دورِ حکومت میں کئی سال تک وہ گیلان کی صدارت پر فائز رہا لیکن ۹۷۴ھ میں جب گیلان پر شاہ طہماسپ صفوی کا قبضہ ہو گیا تو حکیم ابوالفتح اپنے دونوں بھائیوں حکیم ہمام اور حکیم نورالدین کے ساتھ ہندوستان چلا آیا اور تینوں بھائیوں نے اکبر کی ملازمت اختیار کر لی۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس نے خان خاناں کی مدح میں قصیدہ بھی ابتدا از خود اپنی مرضی سے نہیں بلکہ حکیم ابوالفتح کی ترغیب سے اور جب تک ابوالفتح زندہ رہا عرفی نے اس کا دامن نہ چھوڑا۔ وہ خان خاناں کے دربار میں اپنی زندگی آخری دو برسوں میں گیا اور خان خاناں کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ اپنے مرحوم دوست ابوالفتح کو نہ بھو اور خان خاناں کی مدح میں اپنے جو قصیدے لکھے ان میں بھی ابوالفتح کی غائبانہ تعریف کی۔ یہ باتیں ثا کرتی ہیں کہ عرفی کو خان خاناں کی داد و دہش گھسیٹ کر ہندوستان نہیں لائی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوست آنے کے بعد ابوالفتح کے دربار سے توسط رکھنے کے دوران میں خود ابوالفتح نے اس سے خان خاناں (جو کہ عزیز دوست تھا) کی مدح میں قصیدہ کہنے کو کہا جو عرفی نے نظم کیا اور اس کے بعد شاید ابوالفتح کی زندگ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ابوالفتح زمانہ شناس تھا اس لئے جلد ہی اس نے اکبر کے مزاج میں اتنا دخل حاصل کر لیا کہ اگ منصب ہزاری سے آگے نہ بڑھا پھر بھی مرتبہ میں وہ وزارت و وکابت سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ ابوالفتح کا انتقال اکبر سفرِ کشمیر کے دوران میں ۱۹ ر شوال ۹۹۷ھ مطابق ۲۱ ر اگست ۱۵۸۹ء کو اٹک کے قریب ہوا (دیکھئے اکبر نامہ۔ ۳، ترجمہ۔ صفحہ ۸۵۲) ملا بدایونی حکیم ابوالفتح کی فہم و ذکا کے قائل ہوتے ہوئے بھی اس کے مزاج کے شاکی تھے چنانچہ کہ : "در خدمت بادشاہ بہ مرتبہ تقرب تمام رسیدہ تصرف در مزاجش چناں نمود کہ جمیع اہل دخل بر وحسد می بردند، فہم وجودت طبع و دیگر کمالات انسانی از نظم و نثر امتیاز تمام داشت و ہمچناں در بے دینی و سائر اخلاق ضمیمہ ضرب و فقیر در ایامیکہ حکیم نو آمدہ بود' از وے شنیدم کہ می گفت خسرو دست دہمیں دوازدہ بیت، انوری را پیوستہ افور مداح گفتہ او را بہ میر بادنجان کہ مضحک زمانہ بود تشبیہ می داد و خاقانی را می گفت کہ اگر در دین زبان می بود بسیار ترقی بہ این طریق کہ ہر گاہ بہ تنبیش خانہ من می آمد اورا سیلی می زدم تا کاہلی طبیعت را می گزاشت و چوں از ین جا بہ تیشہ ابوالفضل می رفت آنجا او سیلی می زد و شعر او را اصلاح می دادیم" (دیکھئے منتخب التواریخ جلد سوم ص ۱۹۶)

صادق ہمدانی نے طبقات شاہجہانی میں حکیم ابوالفتح کے متعلق ملا بدایونی ہی کے الفاظ دہرا دیئے ہیں، لیکن آزاد بلگ نے خزانۂ عامرہ میں بدایونی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ : "...... و مؤلف گوید کہ برایں چندار حکیم در اوائل مشقِ سخن باشد و بعد ازاں کہ ترقی کردہ بہ استادی استاداں معترف گردید۔ (دیکھئے خزانۂ عامرہ ص ذکر حیاتی گیلانی) عرفی نے حکیم ابوالفتح اور شاہ فتح اللہ شیرازی دونوں کی تاریخِ وفات حسب ذیل رباعی سے

امثال دو علامہ ز عالم رفتند ✣ رفتند مؤخر و مقدم رفتند
چوں ہر دو موافقت نمودند بہم ✣ تاریخ آمد کہ "ہر دو باہم رفتند"
۹۹۷ ہجری

(دیکھئے زبدۃ التواریخ المنور، مصنفہ شیخ نور الحق دہلوی۔ مخطوطہ برٹش میوزیم، مائکرو فلم در خدا بخش لائبریری)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی موقع پر خان خاناں سے اس کی ملاقات ہوئی اور ابوالفتح کے انتقال کے بعد وہ مستقلاً خان خاناں کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ عرفی کے ہندوستان آنے کے سلسلہ میں سب سے مضحکہ خیز سبب وہ ہے جس کی طرف مولانا شبلی نے شعرالعجم میں اشارہ کیا ہے کہ وہ شاہزادہ سلیم کا نادیدہ عاشق ہو کر ہندوستان آیا۔ مولانا موصوف اگرچہ شعرالعجم میں ذکرِ عرفی کے سلسلہ میں دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے مقالہ کی بنیاد مآثر رحیمی اور عرفات العاشقین کی عبارتوں پر رکھی ہے لیکن ان دونوں تذکروں کے اقتباسات سے جو گزشتہ صفحوں پر دیے جا چکے ہیں یہ چیز صاف ہے کہ عرفی کی ہندوستان میں آمد کے سلسلہ میں شاہزادہ سلیم کی ذات کو کوئی دخل نہ تھا۔ نہ صرف ان دونوں تذکروں بلکہ کسی بھی ہم عصر یا بعد کی تصنیف میں عرفی کے ہندوستان آنے کا سبب شاہزادہ سلیم کا عشق نہیں بتایا گیا ہے[1]۔ مولانا شبلی کے اس بیان کو جو کہ عرفی کے کردار کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے بجز اُن کے دماغی اختراع کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اور یہ ایسی ہی تہمت ہے جس کے متعلق عرفی خود کہہ گیا ہے کہ ع "یوسف این را تحمل شد و مریم برداشت"

شاہزادہ سلیم سے وابستگی کا جہاں تک تعلق ہے عرفی کے اس قصیدہ سے جس میں مولانا موصوف کو ایک داستانِ عشق پوشیدہ نظر آتی ہے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ وہ شاہزادہ کے دربار میں اس وقت تک نہ گیا جب تک کہ شاہزادہ نے خود اُسے بُلوا نہ بھیجا اور اس وقت تک اس کی مدح میں قصیدہ نہ کہا جب تک کہ خود شاہزادے نے فرمائش نہ کی جیسا کہ عرفی کے اسی قصیدہ کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے:-

صباحِ عید کہ بر تکیہ گاہِ ناز و نعیم ÷ گدا کلاہ نمد کج نہاد و شاہ دیہیم
بجہاں چنیں خوش و من خوشتر از جہاں بہ وفاق ÷ نشستہ با خرد اندر تعلم و تعلیم
کہ ناگہاں ز درم در رسید مژدہ دہے ÷ چنانکہ از چمن طالعم بہ مغز شمیم
چہ گفت۔ گفت کہ اے مخزنِ جواہر قدس ÷ چہ گفت۔ گفت کہ اے مطلب بہشت نعیم

---

[1] مولانا شبلی شعرالعجم (جلد سوم، ص ۵، طبع چہارم) میں تحریر فرماتے ہیں: "بعض تذکروں میں لکھا ہے کہ عرفی شاہزادہ سلیم کے حُسن پر غائبانہ عاشق ہو کر آیا....." افسوس ہے کہ مولانا موصوف نے کسی ایک بھی ایسے تذکرہ کا حوالہ نہیں دیا جس میں انھیں یہ داستان ملی ہو۔ راقم الحروف کی نظر سے جتنے بھی تذکرے گزرے ہیں اُن میں سے کسی میں بھی ایسی کوئی داستان نہیں پائی جاتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیا کہ از گہرت یادِ می کند دریا ❊ بیا کہ تشنہ لبت را طلب کند تسنیم
زلال چشمہ امید لقد اکبر شاہ ❊ طراز دولت جاوید شاہزادہ سلیم
بجندہ گفت کہ در عذر این گناہ بزرگ ❊ کہ رفتہ نام تو بے حکم ما بہ ہفت اقلیم
ہمیں کہ رفتی ازیں آستان نوشتہ بیار ❊ گزیدہ نسخہ از زاد ہائے طبع سلیم

مذکرہ بالا تذکرہ نگاروں کے علاوہ عہد مابعد کے کچھ دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی عرفی کے ہندوستان میں آنے کے سبب پر روشنی ڈالی ہے، چنانچہ شیر خان لودی کا خیال ہے کہ عرفی عنفوانِ شباب میں سیاحت کی غرض سے ہندوستان آیا اور اس سلسلہ میں مراۃ الخیال میں وہ رقمطراز ہیں[1] کہ

" اصلش از شیراز ست۔ در عنفوانِ شباب بہ طریقِ سیاحت بہ ہندوستان افتادہ و بہ وسیلۂ حکیم ابوالفتح گیلانی..... بہ استیلام عتبہ علیہ سلطنت سرفرازی یافتہ مشمول عنایات خاص گردید"

خافی خان کا کہنا ہے کہ عرفی کے ایران سے ہجرت کا سبب اس کے معاصرین کا جذبہ حسد تھا۔ وہ منتخب میں لکھتے ہیں کہ[2]

" قبل ازان کہ بجد تکلیف شعر می رسد اشعار رنگین و قصیدہ ہائے برجستہ می گفت تا آنکہ ابنائے زمان بر و رشک بردند و درپے خفت او شدند لہذا ترکِ وطنِ مالوف نمودہ، ہندوستان گردیدہ سعادت ملازمت بادشاہ حاصل نمود "

سراج الدین علی خاں آرزو اور کچھ دوسرے تذکرہ نگاروں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ قدردانانِ ہند کی شہرت عرفی کو ہندوستان کھینچ لائی چنانچہ سراج الدین علی خاں آرزو مجمع النفائس میں لکھتے ہیں[3]

" عرفی بہ استماع آوازہ قدردانانِ ہند وارد این ملک گشت "

عرفی کے ہندوستان آنے کی اصل وجہ وہی ہے جو خان آرزو نے بیان کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ حسد کے جذبہ اور ایران میں عرفی کے معاصرین کی رقابت اور رشک سے ہونے والی پریشانی بھی اس

---

[1] مراۃ الخیال، صفحہ ۸۱ ذکر عرفی شیرازی۔ [2] منتخب اللباب جلد اول (کلکتہ ایڈیشن) صفحہ
[3] مجمع النفائس، مخطوطہ خدابخش لائبریری، بانکی پور، پٹنہ، ورق ۳۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ستان آنے کے خیال کے معاون رہے ہوں۔ اس عہد میں ہندوستان میں فارسی شعرا کی قدردانی عام بات تھی جس سے عرفی بھی متاثر ہوا اور دوسرے شعرا کی طرح وہ بھی قسمت آزمائی کے لئے چل کھڑا ہوا اپنے مشہور قصیدہ ترجمۃ الشوق میں خود اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ؎

بگلشن آمدہ از روضہ ماندہ ام محروم کہ روئے ہندسیہ باد وپائے حرص فگار

کے ہندوستان آنے کے سنہ کے متعلق سوائے تقی الدین کاشی اور حیدر حسین خاں سہیل کے باقی تمام رہ نگار خاموش ہیں۔ تقی الدین کاشی جو عرفی کا ہمعصر ہے۔

ایران سے عرفی کی روانگی کا سال ۹۹۲ھ قرار دیتا ہے (اگرچہ اسپرنگر نے اپنی فہرست کتب میں تقی شی ہی کے حوالہ سے عرفی کا ہندوستان میں وارد ہونے کا سنہ ۹۹۴ھ لکھا ہے) لیکن سہیل دہلوی جنھوں نے بنا تذکرہ شعراء ماضیہ انیسویں صدی عیسوی میں مرتب کیا عرفی کی ہندوستان میں آمد کو ۹۹۰ھ کا واقعہ بنایا ہے۔ (الف[1]) سہیل نے اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے اور ان کے بیان کو تقی کاشی کے بیان پر ترجیح نہیں دی جاسکتی خصوصاً جبکہ تقی کاشی کے بیان کی تصدیق تقی اوحدی کی ایک عبارت سے ہوتی ہے جس کے مطابق عرفی نے سرزمینِ ایران کو ۹۹۲ھ یا ابتدائے ۹۹۳ھ میں خیر باد کہا تھا اور خود عرفی کے کلیات کے چند اہم نسخوں میں کچھ ایسے قطعات ملتے ہیں جن سے عرفی کا ۹۹۱ھ میں ایران میں موجود ہونا ثابت ہے۔

ہندوستان آنے کے لئے عرفی نے جو راستہ منتخب کیا اس کے متعلق بھی سوائے تقی الدین کاشی اور امین ابن احمد رازی کے تمام دوسرے معاصر تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ تقی کاشی کے بیان سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ عرفی دریا کا سفر کر کے ہندوستان پہونچا۔[2] اور امین رازی کی ہفت اقلیم سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے

(الف[1]) تذکرہ شعراء ماضیہ (مخطوطہ آزاد لائبریری، علی گڑھ) کی عبارت حسب ذیل ہے:

"تسع وثمانین وتسعمائۃ در وطن مالوف بود و بہ انشائے غزل و مثنوی اشتغال می نمود۔ در تسعین وتسعمائۃ وارد ہندوستان گردید"

[2] خلاصۃ الاشعار (مخطوطہ آزاد لائبریری، علی گڑھ) ص ۳۱۲ پر تقی کاشی رقمطراز ہیں:

"در شہور ۹۹۲ھ او از فارس از راہ دریا بجانب ہند خرامید ....."

© rasailojaraid.com

ایران سے عرفی بندر جرون سے روانہ ہو کر دکن آیا۔[۵]

عرفی کو ہندوستان پہونچنے کے لئے خشکی کے قریب راستہ کو چھوڑ کر دریائی سفر اختیار کرکے شمالی ہند (جہاں اہلِ ایران کی زبردست قدردانی ہو رہی تھی) کے بجائے دکن آنا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بنا غایر دیکھا جائے تو اہلِ ایران خصوصاً اہلِ شیراز کے لئے اس عہد میں سب سے زیادہ شناسا علاقہ دکن ہی تھا اور اس لئے عرفی کا ہندوستان میں سب سے پہلے دکن آنا چنداں تعجب خیز نہیں ہے۔ شمالی ہند پر سلطنتِ مغلیہ قائم ہونے سے بہت قبل دکن ایرانی فضلاء کا مرکز بن چکا تھا اور بہمنی خاندان کے مشہور وزیر محمود گاواں کی داد و دہش نے ایرانیوں کے لئے سرزمینِ دکن کو ہموار کر دیا تھا۔ بیجاپور میں ۱۴۸۹ء میں عادل شاہی حکومت قائم ہونے کے بعد دکن میں ایرانیوں کی آمد کا سلسلہ اور بڑھ گیا تھا اور طاہر شاہ (متوفی ۹۵۶ھ مطابق ۱۵۴۹ء) کی آمد اور احمد نگر کے حکمراں برہان نظام شاہ کے شیعہ مذہب قبول کرنے کے بعد دکن کی فضا اہلِ ایران کے لئے اور بھی سازگار ہو گئی تھی، دکن میں ایرانیوں کا اقتدار علی عادل شاہ (متوفی ۹۸۸ھ مطابق ۱۵۸۰ء) کے عہد میں اپنے انتہائی عروج پر تھا۔ بیجاپور کا یہ حکمراں اولاً عنایت اللہ شیرازی اور اس کے بعد فتح اللہ شیرازی کے زیرِ تربیت رہا اور اس کے عہد میں بیجاپور میں لاتعداد اہلِ ایران خصوصاً اہلِ شیراز جمع ہو گئے تھے۔ عرفی کا فتح اللہ شیرازی سے گہرا تعلق تھا اور قدرت اللہ شوق کے بقول وہ فتح اللہ شیرازی کا منہ بولا بیٹا تھا۔[۱] ابو القاسم فرشتہ کے بقول فتح اللہ شیرازی ۹۹۰ھ میں (جب عرفی نے ایران سے ترکِ وطن کیا تھا) دکن سے اکبر کے دربار میں پہونچا تھا۔[۲] (اگرچہ شاہنواز خاں مآثر الامرا میں فتح اللہ شیرازی کا فتح پور پہونچنا ۹۹۱ھ کا واقعہ بتاتے ہیں[۳]) ان حالات میں یہ بات قطعی بعید از قیاس نہیں ہے کہ عرفی تلاشِ معاش کے سلسلہ میں ہندوستان میں سب سے پہلے فتح اللہ شیرازی سے ملنا چاہتا ہو اور اسی وجہ سے ایران سے آنے کے بعد سیدھا احمد نگر پہونچا جہاں علی عادل شاہ کے انتقال کے بعد ہی سے فتح اللہ شیرازی مقیم تھے اور کیونکہ فتح اللہ شیرازی اسی زمانہ میں دکن چھوڑ کر دربارِ مغلیہ

---

[۱] جامِ جہاں نما (مخطوطہ رضا لائبریری، رامپور) کے صفحہ ۲۹۰ پر قدرت اللہ شوق رقمطراز ہیں: "در ایام فتح اللہ شیرازی کہ عرفی شاعر متبنی او بود خدمت صدارت کل ہند داد....." [۲] تاریخ فرشتہ، جلد اول (مطبوعہ ۱۳۲۳ھ) صفحہ ۲۶۵۔ [۳] مآثر الامرا، جلد اول (مطبوعہ کلکتہ) ص ۱۰۱۔

[۵] ہفت اقلیم، الاقلیم الثالث، ذکر عرفی صفحہ ۱۴۸ در مخطوطہ لکھنؤ یونیورسٹی میں امین رازی لکھتے ہیں: " و از ابتدا از بندر جرون بدکن وارد شد....."

© rasailojaraid.com

پہونچ چکے تھے اس لئے عرفی نے بھی کچھ مدت احمد نگر میں قیام کرنے کے بعد شمالی ہند کا ارادہ کیا۔

عرفی کے دکن کے قیام کے حالات بہت ہی کم دستیاب ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں صرف تقی کاشی، امین احمد رازی اور کشن چند اخلاص نے تھوڑے بہت حالات لکھے ہیں۔ تقی کاشی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اہلِ احمد نگر نے اپنی بساط بھر عرفی کی قدردانی کی لیکن امین احمد رازی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفی کی جتنی قدردانی ہونا چاہیے تھی اتنی نہ ہوئی اور اسی وجہ سے عرفی نے احمد نگر سے فتح پور سیکری کا رُخ کیا۔

تقی کاشی خلاصۃ الاشعار میں لکھتے ہیں[1]:

وقتے در احمد نگر رحل اقامت انداختہ دران دیار مسکن گزیدہ۔ مردم آن دیار چون استعداد وقدرت وے را در شاعری دانستند، لوازم تعظیم وتکریم بجائے آوردند و دران اوقات اشعار خوب از قصیدہ وغزل در سلک نظم ترتیب نمود وفضل شاعری خود را براقران واکفا مثل مولانا ظہوری و ملک قمی و دیگر شعرائ آن نواحی ظاہر فرمود و در تمامی اسالیب نظم معانی غریبہ وافکار عجیبہ خصوصاً در قصیدہ وغزل و رباعی ومثنوی برلوح اعتبار منقوش ساخت "

تقی کاشی کے برخلاف امین احمد رازی کا بیان حسب ذیل ہے[2]:

".... وابتدائً از بندر جرون بدکن وارد شد۔ دران ولایت اورا ترقی چنانکہ باید دست نداد۔ لاجرم متوجہ ہند گردید۔"

اور اسی سلسلہ میں کشن چند اخلاص کا بیان حسب ذیل ہے[3]:

"اول بدکن آمد وچندے در احمد نگر با مولانا ملک قمی و ملا ظہوری صحبت داشت"

(باقی)

---

[1] خلاصۃ الاشعار (مخطوطہ آزاد لائبریری) ذکر عرفی شیرازی۔

[2] ہفت اقلیم (مخطوطہ ٹیگور لائبریری، لکھنؤ) ص ۱۴۸

[3] ہمیشہ بہار (مخطوطہ خدا بخش لائبریری بانکے پور) ص ۲۴۳

© rasailojaraid.com